4 ستمبر 1963

ازعدالت عظمیٰ

شریمتی۔ کوشلیا دیوی

بنام

شری مول راج اور دیگران

(پی بی گجیندر گڈکر، کے سبّا راؤ، کے این وانچو، این راجگو پالا آیانگر اور جے آر مدھولکر، جسٹسز)

مشق –منتقلی کے لیے ملزم کی طرف سے درخواست – درخواست کی مخالفت کرنے والے مجسٹریٹ پر مقدمہ چلا کر حلف نامہ –ملکیت۔

درخواست گزار اور تین دیگر کے خلاف پہلے مدعا علیہ کی شکایت پر فوجداری کارروائی شروع کی گئی تھی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ چاروں ملزموں نے تعزیرات ہند کی دفعہ 120 بی کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 420 کے تحت جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔اصل میں مجسٹریٹ نے عدالت میں درخواست گزار کی ذاتی پیشی کو خارج کر دیا تھا،لیکن شکایت کنندہ کی درخواست پر مجسٹریٹ نے ایک حکم دیا جس میں درخواست گزار کو عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تا کہ شکایت کنندہ کے گواہ کو اس کی شناخت کرنے کا موقع فراہم کیا جا سکے۔اس خدشے کے پیش نظر کہ یہ حکم اس کے تعصب کا باعث بنے گا، اس نے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کی کہ کیس کو کسی دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے، اس بنیاد پر کہ شکایت کنندہ کی طرف سے الزام لگائے گئے حقائق شاید سول تنازعہ بن سکتے ہیں لیکن مذکورہ حقائق کو جان بوجھ کر مسخ کیا گیا تھا اور درخواست گزار کو ہراساں کرنے کے لیے مجرمانہ شکایت کی گئی تھی۔درخواست قبول کیے جانے اور مرکزی درخواست کی سماعت اور حتمی نمٹارے کے لیے درخواست گزار کو عبوری روک دیے جانے کے بعد، خود مجسٹریٹ نے دہلی انتظامیہ کی جانب سے ایک حلف نامہ دائر کیا، جس میں درخواست کی مخالفت کی گئی اور کہا گیا کہ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، فروخت کے دستاویز میں موجود خریدار کو معاوضہ دینے کی شق جس پر درخواست گزار انحصار کرتا ہے، درخواست گزار کو مجرمانہ ذمہ داری سے بری نہیں کرے گی۔اس طرح یہ واضح تھا کہ مدعی مجسٹریٹ نے اس دلیل کو اپنا لیا تھا جس پر شاید مقدمے میں شکایت کنندہ زور دے سکتا ہے۔

منعقد(i) حلف نامہ دینے اور منتقلی کی درخواست کی مخالفت کرنے میں مجسٹریٹ کی کارروائی مکمل طور پر نامناسب تھی۔

فوجداری مقدمات میں، خاص طور پر، یہ انتہائی اہمیت کا حامل تھا کہ مقدمے کی سماعت کرنے والے مجسٹریٹ کو بے خوف، غیر جانبدارانہ اور معروضی رہنا چاہیے اور اگر کوئی مجسٹریٹ کسی ملزم شخص کی طرف سے کی گئی درخواست کو چیلنج کرنے کا حلف نامہ بنانے کا انتخاب کرتا ہے جس کا مقدمہ اس کی عدالت میں زیر التوا تھا، تو انتظامیہ کی جانب سے مذکورہ حلف نامہ بنایا جاتا ہے، اور حلف نامے میں منتقلی کی مخالفت کرنے والی سخت عرضی لگائی جاتی ہے، تو منصفانہ اور غیر جانبدارانہ مجرمانہ مقدمے کی تمام ضروری خصوصیات کو فوری طور پر

خطرے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

(ii) یہاں تک کہ درخواست گزار کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعات کی خوبیوں پر غور کیے بغیر، انصاف کے مقصد سے یہ مناسب تھا کہ کیس کو مجاز دائرہ اختیار کی کسی دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے۔

اصل عدالتی حد اختیار 1963: کی منتقلی کی درخواست نمبر 15۔

سب ڈویژنل مجسٹریٹ دہلی کی عدالت میں زیر التواء فوجداری مقدمے کو پڑوسی ریاست کی کسی دوسری عدالت میں منتقل کرنے کی درخواست۔

بی سی مشرا، درخواست گزار کی طرف سے۔

آر۔این سچتھیو، مدعا علیہ نمبر 5 کے لیے۔

4 ستمبر 1963۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، ۔جے— درخواست گزار میسر کوشلیا دیوی پر تین دیگر افراد کے ساتھ سب ڈویژنل مجسٹریٹ، دہلی کی عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ یہ فوجداری کارروائی مول راج حکم چند کی طرف سے درخواست گزار اور تین دیگر افراد کے خلاف کی گئی شکایت پر شروع ہوئی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ چاروں ملزموں نے تعزیرات ہند کی دفعہ 120 بی کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 420 کے تحت جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔شکایت کنندہ کا معاملہ یہ ہے کہ میناکشی گارڈن میں پلاٹ نمبر 210 کے اندراج کے سلسلے میں اس کے اور درخواست گزار کے درمیان لین دین دھوکہ دہی کا نتیجہ تھا۔ان کے مطابق یہ لین دین جون 1959 میں ہوا تھا اور شکایت کنندہ نے دستاویز کے اندراج کے وقت درخواست گزار کو 1150 روپے ادا کیے تھے۔ان کے مطابق، مذکورہ لین دین کی پیروی میں اسے دکھایا گیا پلاٹ اور اس کے قبضے میں دیا گیا پلاٹ درخواست گزار کا نہیں تھا اور یہ کہ، اصل میں، دفعہ 120 بی آئی پی سی کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 420 کے تحت الزام کی بنیاد ہے۔شکایت میں الزام لگایا گیا ہے کہ آزادی کے بعد، نوآبادیات کا ایک پیشہ جو ناخواندہ اور غریب لوگوں کو چالاکی سے دھوکہ دیتا ہے اور انہیں اپنی محنت سے کمائی ہوئی آمدنی سے نجات دلاتا ہے، دہلی میں بڑھ گیا ہے، اور درخواست گزار اور اس کی شکایت میں مذکور تین دیگر افراد کے خلاف شکایت کنندہ کی شکایت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کا تعلق بے ایمان کالونیوں کے اس طبقے سے ہے۔شکایت مسٹر آر این سنگھ، مجسٹریٹ فرسٹ کلاس، دہلی کی عدالت میں دائر کی گئی تھی۔

درخواست گزار کے فاضل مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونے کے بعد، اس کی جانب سے فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 253 (2) کے تحت اسے فارغ کرنے کے لیے درخواست دی گئی، لیکن مذکورہ درخواست پر کوئی حکم نہیں دیا گیا۔درخواست گزار نے اپنی موجودہ عرضی میں الزام لگایا ہے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 253 (2) کے تحت مجسٹریٹ کو منتقل کرنے کے بعد، شکایت کنندہ کو احساس

ہوا کہ اس کی شکایت میں کئی کمزوریاں ہیں، اوراس لیے اس نے درخواست گزار کے خلاف اس کی طرف سے مقرر کردہ مقدمے میں اضافہ اور بہتری کرنا شروع کر دی۔ اس مقصد کے ساتھ انہوں نے فاضل مجسٹریٹ کے سامنے استدعا کی کہ اگرچہ ان کے اور درخواست گزار کے درمیان لین دین درخواست گزار کے ایجنٹوں کے ذریعے کافی حد تک انجام دیا گیا تھا جو اس معاملے میں تین دیگر ملزم افراد ہیں، درخواست گزار متعلقہ وقت پر موقع پر موجود تھا اور اس نے مشورہ دیا کہ اس کے گواہ درخواست گزار کی شناخت اس شخص کے طور پر کریں گے جو مذاکرات کے دوران اور لین دین کو حتمی شکل دینے سے پہلے متعلقہ اور مادی موقع پر موجود تھا۔

اس نمائندگی پر شکایت کنندہ نے اس وقت مقدمے کی سماعت کرنے والے مجسٹریٹ مسٹر گروور سے حکم حاصل کیا کہ درخواست گزار کو 29 مئی 1962 کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ تب تک، مجسٹریٹ نے عدالت میں درخواست گزار کی ذاتی پیشی کو خارج کر دیا تھا، لیکن 29 مئی 1962 کو اس کے ذریعے منظور کردہ حکم کے ذریعے، اسے عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تا کہ شکایت کنندہ کے گواہوں کو اس کی شناخت کرنے کا موقع فراہم کیا جا سکے۔ درخواست گزار کا معاملہ یہ ہے کہ وہ جائے وقوعہ پر موجود نہیں تھی، اور اس لیے، شکایت کنندہ کے گواہوں میں سے کسی نے بھی اسے شکایت کنندہ کا مقصد بالکل نہیں دیکھا تھا کہ درخواست گزار کو عدالت میں حاضر ہونا ضروری تھا۔ اگر درخواست گزار عدالت میں حاضر ہوتا، تو اسے ملزم کے بیٹے کے لیے بنائی گئی جگہ پر بیٹھنے کے لیے کہا جاتا اور، بصورت دیگر، وہ عدالت میں موجود واحد خاتون ہوتی۔ اس طرح شکایت کنندہ کے گواہ آسانی سے اس کی شناخت اس شخص کے طور پر کر سکتے ہیں جو جائے وقوعہ پر موجود تھا۔ اس خدشے کے پیش نظر کہ یہ حکم اس کے تعصب کا باعث بنے گا، درخواست گزار نے مسٹر گروور (ٹرانسفر پٹیشن نمبر 8/1962) کے سامنے اس کے خلاف زیر التواء کارروائی کو منتقل کرنے کے لیے اس عدالت کا رخ کیا۔ مذکورہ درخواست کی سماعت پر، اس عدالت نے معاملے کو تین ہفتوں کے لیے ملتوی کر دیا تا کہ درخواست گزار اس دوران پنجاب کے علاوہ کسی دوسری ریاست سے تعلق رکھنے والے مجسٹریٹ کو کیس منتقل کرنے کے لیے سیشن جج کو درخواست دے سکے۔ عبوری روک جو اس عدالت نے منتقلی کی درخواست کو قبول کرنے کے بعد دی تھی، مذکورہ درخواست کے نمٹارے تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔

اس کے بعد، درخواست گزار نے تجربہ کار سیشن جج، دہلی کا رخ کیا، اور درخواست گزار کے خلاف مقدمہ مسٹر ایس این چتر ویدی، سب ڈویژنل مجسٹریٹ، دہلی کی عدالت میں منتقل کر دیا گیا، اور اس لیے، ان کی عدالت میں کارروائی دوبارہ شروع کر دی گئی۔ تاہم، ان کارروائیوں کے دوران، فاضل مجسٹریٹ نے درخواست گزار کے خلاف پہلے سے جاری کردہ حکم میں ترمیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھی جس میں اسے عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تھی جب شکایت کنندہ کے گواہ ثبوت دیں گے، اور درخواست گزار کی طرف سے مذکورہ حکم کی صداقت اور جواز کے خلاف درخواست کردہ دلائل کو فاضل مجسٹریٹ نے مسترد کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ درخواست گزار نے موجودہ عرضی دائر کی ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ فوجداری مقدمہ نمبر 44/ 2 جو اس وقت اس کے اور تین دیگر افراد کے خلاف مسٹر ایس این چتر ویدی، ایس ڈی ایم دہلی کی عدالت میں زیر التوا ہے، کو مذکورہ عدالت سے کسی بھی پڑوسی ریاست میں مجاز دائرہ اختیار کی کسی بھی دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے۔

اپنی درخواست کے دوران، درخواست گزار نے الزام لگایا ہے کہ دلیپ سنگھ جو اس کے ساتھ ملزموں میں سے ایک ہے، کو اس نے اپنا ایجنٹ مقرر کیا تھا، لیکن درخواست گزار کو اب معلوم ہوا ہے کہ دلیپ سنگھ سردار پرتاپ سنگھ کیرون کا بہت اچھا دوست ہے،

پنجاب کے وزیر اعلی، اور یہ کہ اس کا ماضی تسلی بخش نہیں ہے۔موجودہ عرضی میں کہا گیا ہے کہ دلیپ سنگھ کو حال ہی میں دھوکہ دہی کے الزام میں چھ ماہ کی سخت قید ہوئی ہے اور بعد میں وہ دیگر سنگین جرائم میں ملوث رہا۔اس کا خدشہ یہ ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلی کے ساتھ اس کی دوستی کی وجہ سے، دلیپ سنگھ کافی اثر ورسوخ رکھتا ہے اور درخواست گزار کے کیس کو تعصب کرنے کے لیے اقدامات کر سکتا ہے، حالانکہ وہ ملزموں میں سے ایک ہے۔درحقیقت، درخواست گزار کا کہنا ہے کہ" یہ بے معنی نہیں ہے کہ دلیپ سنگھ یہ دھمکی دے رہا تھا کہ اگر درخواست گزار کا معاملہ دہلی مجسٹریٹ کی کسی عدالت میں منتقل کر دیا گیا تو وہ اسے مجرم قرار دے دے گا"۔

درحقیقت، درخواست گزار نے موجودہ عرضی میں جو اہم نکتہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ موجودہ شکایت فضول ہے اور اس کے خلاف اس لیے دائر کی گئی ہے کیونکہ وہ مسٹر آر پی کپور کی ساس ہے جس نے پنجاب کے وزیر اعلی کا غصہ برداشت کیا ہے۔درخواست گزار کی عمر خود 61 سال ہے اور وہ اپنے داماد مسٹر کپور کے ساتھ کئی مقدمات میں ملوث رہی ہے۔اس کی شکایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ شکایت کنندہ کے معاملے کو بہترین انداز میں پیش کرتے ہوئے، اس کی شکایت میں اس کی طرف سے الزام لگائے گئے حقائق شاید سول تنازعہ بن سکتے ہیں،لیکن مذکورہ حقائق کو جان بوجھ کر مسخ کیا گیا ہے اور درخواست گزار کو ہراساں کرنے کے لیے مجرمانہ شکایت کی گئی ہے۔

اس عرضی کو قبول کرنے اور مرکزی عرضی کی سماعت اور حتمی نمٹارے تک عرضی گزار کو عبوری روک دیے جانے کے بعد، خود سب ڈویژنل مجسٹریٹ مسٹر چترویدی نے دہلی انتظامیہ کی جانب سے ایک حلف نامہ دائر کیا ہے اور اس سے ایک سنگین پیچیدگی پیدا ہوئی ہے۔عام طور پر دہلی انتظامیہ کی نمائندگی کرنے والے کسی افسر کے ذریعے حلف نامہ داخل کیا جانا چاہیے تھا۔شکایت کنندہ کی طرف سے حلف نامہ بھی دائر کیا جا سکتا تھا؛ لیکن یہ سمجھنا آسان نہیں ہے کہ دہلی انتظامیہ نے خود کس طرح مجسٹریٹ سے حلف نامہ بنانے کی درخواست کی، اور کس طرح مجسٹریٹ نے مذکورہ درخواست کو قبول کیا۔عرضی میں درخواست گزار نے اس مجسٹریٹ کے خلاف کوئی خاص ذاتی الزام نہیں لگایا ہے جس کی عدالت میں موجودہ عرضی زیر التوا ہے۔درخواست گزار جس بنیادی بنیاد پر اپنی عدالت سے منتقلی کا مطالبہ کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر گروور کی طرح موجودہ مجسٹریٹ بھی درخواست گزار کو عدالت میں موجود رہنے پر اصرار کر رہے ہیں، اور درخواست گزار کا کہنا ہے کہ یہ ایک غیر معقول اور غیر منطقی حکم ہے۔دوسرے لفظوں میں، جس طرح درخواست گزار نے مسٹر گروور کی عدالت سے اپنے مقدمے کی منتقلی کے لیے سیشن عدالت میں کامیابی سے اس بنیاد پر پیش کیا کہ مذکورہ مجسٹریٹ نے درخواست گزار کو شکایت کنندہ کے گواہوں کو اس کی شناخت کرنے کا موقع دینے کے لیے عدالت میں موجود رہنے کی ہدایت کی تھی، اسی طرح اس نے اپنی موجودہ درخواست کے ذریعے بھی یہی درخواست کی، کیونکہ وہی حکم سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے ذریعے نافذ کیا جا رہا تھا جس کی عدالت میں اس کا مقدمہ اب منتقل کیا گیا ہے؛ اور اگر سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے خود حلف نامہ نہیں دیا ہوتا، تو ہمیں اس بات پر غور کرنا پڑتا کہ درخواست گزار کی طرف سے دی گئی بنیاد پر کیس منتقل کرنا ضروری تھا یا نہیں، لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ خود میدان میں داخل ہوئے ہیں اور منتقلی کی مخالفت میں جوابی حلف نامہ دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم نے موجودہ درخواست کے تسلیم ہونے کے بعد ہی اشارہ کیا ہے کہ اس حقیقت کی وجہ سے ایک سنگین پیچیدگی پیدا ہوئی ہے کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے خود جوابی حلف نامہ دیا ہے۔

سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے حلف نامے کو دہلی انتظامیہ کی جانب سے دیے گئے حلف نامے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔اپنے حلف نامے میں مجسٹریٹ نے درخواست گزار کے ذریعے پیراگراف کے ذریعے لگائے گئے تمام الزامات کا احاطہ کیا ہے اور فطری طور

پر کئی جگہوں پر انہوں نے کہا ہے کہ الزامات کا تعلق ان حقائق سے ہے جو ان کے علم میں نہیں ہیں، اور اس لیے وہ اس حوالے سے کوئی دعوی نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود، حلف نامے کے پیرا گراف 6 میں، بیان کنندہ مجسٹریٹ نے الزام لگایا ہے کہ فروخت کے معاہدوں میں موجود خریدار کو معاوضہ دینے والی شق جس پر درخواست گزار انحصار کرتا ہے، درخواست گزار کو مجرمانہ ذمہ داری سے بری نہیں کرے گی اور اس طرح یہ واضح ہے کہ ڈیپوینٹ مجسٹریٹ نے اس دلیل کو اپنا لیا ہے جس پر شاید مقدمے میں شکایت کنندہ زور دے سکتا ہے۔ حلف نامے میں مزید کہا گیا ہے کہ جہاں تک مدعی کی عدالت کا تعلق ہے ایگزیکٹو کا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے، اور اس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ "درخواست گزار کی طرف سے کسی بھی خدشے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جو اس عدالت سے اس کے کیس کی منتقلی کا جواز پیش کرے۔" آخر میں حلف نامے میں کہا گیا ہے کہ منتقلی کے لیے کی گئی درخواست کو خارج کر دیا جانا چاہیے۔

اس عدالت کو کئی مقدمات میں منتقلی کی درخواستوں سے نمٹنے کا موقع ملا ہے، لیکن ہمیں کبھی ایسا معاملہ نہیں ملا جہاں منتقلی کی درخواستوں میں لگائے گئے الزامات کا مقابلہ فاضل مجسٹریٹ کے حلف نامے سے کیا جائے جو خود کیس کی سماعت کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر ٹرائل کے دوران مجسٹریٹ نے جو کچھ کہا یا کیا اس کے سلسلے میں منتقلی کے الزامات کی درخواست میں مجسٹریٹ کے خلاف الزامات لگائے جاتے ہیں، اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ الزامات کی جانچ پڑتال کی ضرورت ہے، تو یہ عدالت مجسٹریٹ سے رپورٹ طلب کرتی ہے اور جب اس طرح کی رپورٹ طلب کی جاتی ہے، تو مجسٹریٹ بلاشبہ درخواست گزار کی طرف سے اس کے خلاف لگائے گئے الزامات کے حوالے سے اپنا بیان دیتا ہے۔ لیکن یہ سمجھنا ناممکن ہے کہ جس مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر بحث کارروائی زیر التوا ہے وہ میدان میں کیسے پہنچ سکتا ہے اور درخواست گزار کی طرف سے کیس کی منتقلی کے لیے کی گئی درخواست پر اختلاف کرتے ہوئے حلف نامہ بنا سکتا ہے۔ منتقلی کی درخواست کی شکایت کنندہ مخالفت کر سکتا ہے اگر کسی نجی شکایت کنندہ کے کہنے پر کارروائی شروع ہو گئی ہو تو ریاست اس کی مخالفت کر سکتی ہے لیکن جس مجسٹریٹ کی عدالت میں کارروائی زیر التوا ہے اسے یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ ایک جج ہے اور انتظامیہ یا استغاثہ کا متعصّبانہ نہیں ہے، اسی وجہ سے یہ ناقابل فہم ہے کہ اسے موجودہ حلف نامہ بنانا چاہیے جو ملزم کے بیٹے کی طرف سے منتقلی کی درخواست کرتے وقت مقرر کردہ بنیادوں کو عبور کرتا ہے، لیکن بدقسمتی سے موجودہ معاملے میں بالکل ایسا ہی ہوا ہے۔ مجسٹریٹ کی طرف سے اپنے حلف نامے کے پیرا گراف 6 میں دیا گیا بیان، جس کا ہم پہلے ہی حوالہ دے چکے ہیں، واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ مجسٹریٹ نے متعصّبانہ کردار ادا کیا ہے اور اس نے اس عرضی کو چیلنج کرنے کا ارادہ کیا ہے جسے درخواست گزار شکایت کنندہ کی طرف سے اس کے خلاف لگائے گئے الزام کے سلسلے میں دفاع میں اٹھانا چاہتا تھا۔

بدقسمتی سے ملک کے کچھ حصوں میں عدلیہ کو ایگزیکٹو سے الگ کرنے کی پالیسی ابھی تک نافذ نہیں کی گئی ہے۔ اس کے باوجود، ہمیں یقین ہے کہ ان علاقوں میں بھی جہاں اس طرح کی علیحدگی نہیں ہوئی ہے، عدلیہ کے اراکین بغیر کسی خوف یا حمایت کے کام کر رہے ہیں۔ لیکن جب موجودہ جیسی کوئی مثال اس عدالت کے نوٹس میں آتی ہے، تو یہ فطری طور پر ہمیں کافی تشویش کا باعث بنتی ہے۔ معروف مجسٹریٹ، جسے موجودہ حلف نامہ بنانے کا غلط مشورہ دیا گیا ہے، کو یہ احساس نہیں ہوا کہ جب وہ میدان میں داخل ہوا اور انتظامیہ کی جانب سے حلف نامہ دیا، تو اس کا یہ بیان کہ ایگزیکٹو کا عدالت میں کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے، بےکار اور بے معنی لگتا ہے۔ ایک چھوٹی سی عکاسی نے اسے پریزنٹ کی طرح حلف نامہ بنانے میں اپنے عمل کی مجموعی بے ضابطگی سے مطمئن کیا ہوگا۔ یہ قانون کی حکمرانی کا ایک بنیادی اصول ہے کہ وہ جج جو سول یا فوجداری مقدمات کی صدارت کرتے ہیں، کبھی بھی میدان میں داخل نہیں ہوتے ہیں۔ فوجداری مقدمات میں، خاص طور پر، یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ مقدمے کی سماعت کرنے والا مجسٹریٹ بے خوف، غیر جانبدارانہ اور معروضی

رہے۔ اور اس لیے اس تجویز کی حمایت میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر کوئی مجسٹریٹ کسی ملزم شخص کی طرف سے کی گئی درخواست کو چیلنج کرنے کا حلف نامہ بنانے کا انتخاب کرتا ہے جس کا مقدمہ اس کی عدالت میں زیر التوا ہے، تو انتظامیہ کی جانب سے مذکورہ حلف نامہ بنا تا ہے، اور حلف نامے میں منتقلی کی مخالفت کرنے والی مضبوط عرضی ڈالتا ہے، تو منصفانہ اور غیر جانبدارانہ فوجداری مقدمے کی تمام ضروری خصوصیات کو فوری طور پر خطرے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دہلی انتظامیہ نے مجسٹریٹ سے حلف نامہ بنانے کی درخواست کرنے کا فیصلہ کیا اور مجسٹریٹ نے مذکورہ درخواست کو قبول کر لیا اور حلف نامہ ان خطوط پر کیا جو ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں۔ اس طرح، درخواست گزار کی طرف سے اٹھائے گئے دلائل کی خوبیوں پر غور کیے بغیر بھی، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ انصاف کے مقاصد کے لیے مناسب ہے کہ درخواست گزار اور تین دیگر افراد کے خلاف زیر التواء کیس کو دہلی کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت سے سہارن پور، یوپی میں مجاز دائرہ اختیار کی عدالت میں منتقل کیا جائے۔ ہم اسی کے مطابق ہدایت دیتے ہیں کہ اس معاملے کے کاغذات ضلع مجسٹریٹ، سہارن پور کو بھیجے جائیں، جو اس معاملے کی سماعت کے لیے اپنے ضلع میں مجاز دائرہ اختیار کے مجسٹریٹ کو نامزد کرے۔

یہ سچ ہے کہ موجودہ معاملے میں درخواست گزار کے ساتھ تین دیگر افراد پر بھی الزام عائد کیا گیا ہے، لیکن ان غیر معمولی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے جنہوں نے منتقلی کو جائز قرار دیا ہے، ہم اس بات پر غور کرنا ضروری نہیں سمجھتے کہ آیا مذکورہ تین ملزم افراد اپنا مقدمہ سہارن پور میں مجاز دائرہ اختیار کی عدالت میں منتقل کرنے پر راضی ہیں یا نہیں۔ شکایت میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مذکورہ ملزم افراد پر الزام ہے کہ وہ صرف درخواست گزار کے ایجنٹوں اور نمائندوں کی حیثیت سے جرائم سے متعلق ہیں، اور اس لیے بنیادی الزام خود درخواست گزار کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ، آخری موقع پر جب دہلی کے فاضل سیشن جج نے مسٹر گروور کی عدالت سے معاملہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کیا، تو منتقلی کا حکم بنیادی طور پر صرف درخواست گزار کے کہنے پر دیا گیا۔

اس سلسلے میں، ہمیں یہ واضح کرنا چاہیے کہ ہم نے شکایت کنندہ مول راج، اور نہ ہی دلیپ سنگھ کو سنا ہے جس کے خلاف درخواست گزار نے کئی الزامات لگائے ہیں، اور اس لیے، درخواست گزار کے خلاف زیر التواء کیس کی منتقلی کا حکم دیتے ہوئے، ہم درخواست گزار کی طرف سے مذکورہ دو فریقوں کے خلاف یا پنجاب کے وزیر اعلی کے خلاف لگائے گئے الزامات پر کوئی رائے ظاہر نہیں کر رہے ہیں۔

منتقلی کا حکم دیا گیا

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and integrity of this document